SPCRD GLOBAL PUBLISHING

# Journal of Languages, Culture and Civilization

Volume 5, Issue 2, June 2023, Pages: 65- 72

**Homepage:** http: jlcc.spcrd.org **ISSN(P):** 2708-3748

# Intellectual and Creative Diversities in Zahida Hina's Prose (in the Perspective of Feminism)

**Rafia Malik [a], Ghulam shabir [b], Fouzia bibi [c]**

[a] Assistant Professor, Department of Urdu, National College of Business Administration & Economics, Multan, Pakistan.
[b] Assistant Professor, Department of Urdu, National College of Business Administration & Economics, Multan, Pakistan.
[c] M.Phil. Scholar, Department of Urdu, Institute of Southern Punjab, Multan, Pakistan.

**Corresponding author's email:** rafiamalik7151@gmail.com

**Received:** 01 March 2023, **Published:** 01 April 2023

**Abstract:**

It is generally agreed upon that Zahid Hina is one of the most significant people associated with current Urdu writing. He is a well-known author, having written a variety of works including novels, short stories, and articles. The academic work done by the researcher has been analysed using a feminist point of view. feminism has been taken into consideration.

**Keywords:**

Tanishit, Contemporary Perspective, Prose, Zahida Hina

**DOI Number:** 10.47067/jlcc.v5i2.172

© 2023 The authors. Published by SPCRD Global publishing. This is an open access article under the Creative Commons Attributions-NonCommercial 4.0

زاہدہ حنا ۲۷ سال سے کالم لکھ رہی ہیں، افسانہ نگاری ہو یا کالم نگاری، ان کا وسیع مطالعہ، تاریخ اور کلاسیکی ادب اور ان کی فہم و فراست اور عوام دوست سماجی شعور نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ کہانیوں سے لکھنے کا آغاز کرنے والی زاہدہ حنا ایک افسانہ نگار ہیں جس میں متنوع زندگی کا گہرا تجربہ، انسانی فطرت سے آگاہی اور اظہار

کی زبردست صلاحیت کے ساتھ ساتھ فکر کی گہرائی، مشاہدے کی وسعت اور مطالعہ کی فراوانی ان کی تحریروں میں ہے۔ اور ہمیں ان کی تحریروں میں ذہانت کا استعمال اور تخیل کی بلندی نظر آتی ہے کیونکہ ایک بے باک اور نڈر خاتون ہے جو اپنے آپ کو شرمناک نہیں سمجھتی بلکہ ایک بہادر، سنجیدہ اور دلیر انسان بن کر سامنے آتی ہے۔

زاہدہ حنا کے نثری سرمائے کے مطالعے سے ہی پتہ چلتا ہے کہ وہ کس قدر ادبی ذوق اور فنِ اظہار پر قدرت رکھتی ہیں ان کا نثری طرزِ نگارش ہی ان کا اُسلوبِ بیان ہے جو ان کے موضوعات سے مطابقت رکھتا ہے ان کی تحریروں میں واقعات اور مناظر موجود ہیں جو ان کے مضامین میں سیاسی موضوعات پر ان کے منطقی ہونے کی دلیل ہیں۔ اُنہوں نے ادب کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی، ان کی درج ذیل تصانیف شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ان کے افسانوی مجموعوں میں "قیدی سانس لیتا ہے"(۱۹۸۳ء)، "راہ میں اجل ہے۔(۱۹۹۳ء) "تتلیاں ڈھونڈنے والی"(۲۰۱۰ء)، "رقصِ بسمل ہے"(۲۰۱۱ء) شامل ہیں۔ جبکہ ناولوں میں "درد کا شجر"،"در آشوب" اہم نام ہیں۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے ناولٹ میں بھی طبع آزمائی کی اور "نہ جنوں رہا نہ پری رہی"(۱۹۹۳ء) کے عنوان سے چھپا۔ دیگر کتب اور تراجم میں "عورت زندگی کا زنداں" (مضامین کا مجموعہ) (۲۰۰۴ء) ، "شہرزاد مغرب میں"(ترجمہ) (۲۰۰۱ء)، "ہلاکت گریز علمی سیاست" (ترجمہ)(۲۰۰۲ء) شامل ہیں۔

زاہدہ حنا کی تخلیقات کے مطالعے سے جو شخصیت سامنے آتی ہے اس میں توانائی کے تین بڑے منبع ہیں، پہلا تاریخ اور اساطیر کا وسیع مطالعہ اور گہرا ادراک، دوسرا وراثت میں ملنے والا تصوف کا رنگ اور تیسرا بغاوت اور انکار کا عنصر جو زیادہ کے ہاں نمایاں ہے۔

زاہدہ حنا اپنی کہانیوں میں عورت پر ڈھائے جانے والے ظلم و استحصال کو اپنا موضوع بناتی ہیں وہ اپنی کہانیوں میں ایک ایسی عورت کو پیش کرتی ہیں جو بالغ نظر ہے اور بالغ ذہن ہے جو ہر چیز کو اپنے ذہن سے سوچتی، سمجھتی، دیکھتی اور پرکھتی ہے۔ زاہدہ حنا نے اپنی کہانیوں میں سماج اور مذہب کے نام پر ہونے والی عورت کے ساتھ زیادتی اور معاشرے کے نام نہاد ٹھیکیداروں کے روّیوں کو بے باکی اور سچائی کے ساتھ پیش کیا ہے۔

شاہ بانو کی یہ کہانی دراصل مسلم معاشرے میں خواتین کے بعض شرعی، قانونی بلکہ سماجی اور انسانی حقوق کو واضح کرتی ہے اور ہمارے سماج کے تنگ نظر، متعصب اور بنیاد پرستانہ روّیوں کو فاش کرتی ہے۔ زاہدہ حنا عورت کے دُکھوں کو روح کی گہرائی تک محسوس کرتی ہیں اور عورت کو با آواز بلند اپنے حق کے لیے بولنے پر مجبور کرتی ہے۔

زاہدہ حنا کے افسانوں میں عورت مختلف کرداروں کی صورت میں اُبھرتی ہے وہ کہیں آزادی کا حق مانگتی تو کہیں چھینتی دکھائی دیتی ہے۔افسانہ ''تتلیاں ڈھونڈنے والی'' میں نرجس باہمت اور باحوصلہ کردار کے طور پر سامنے آتی ہے جو حصولِ آزادی کے لیے

جدوجہد کرتے ہوئے گرفتار ہوتی ہے پھانسی کی سزا ہونے پر نہ روتی دھاڑتی ہے اور نہ رحم کی اپیل کرتی ہے اپنے بچے کو دیکھ کر نہ وہ آنسو بہاتی ہے اور نہ اس کا حوصلہ لڑکھڑاتا ہے اور نہ وہ لرزتے ہونٹوں کے ساتھ I want to live کہتی ہے ، اسے موت سے ڈر نہیں لگتا۔

زاہدہ حنا کا ایک اور افسانہ ''پانیوں پر بہتی پناہ'' کا پس منظر ضیاء دَور میں خواتین مصنفین کے ساتھ ہونے والا غیر منصفانہ روّیے کو واضح کرتا ہے۔ ''پانیوں پر بہتی پناہ''کی کندن حسین اسی کرب میں مبتلا ہے وہ اپنی انقلابی تحریروں کے ذریعے معاشرے کو تبدیل کرنا چاہتی ہے وہ سماجی نظام میں انقلاب برپا کرنے کی خواہاں ہے مگر کندن حسین کی تحریروں کو جلا دیا جاتا ہے۔ اس افسانے میں سیاسی جبریت کے خلاف ردِعمل کا اظہار ہے۔ یہ افسانہ علامتی انداز میں لکھا گیا ہے۔ ان صاحب اقتدار لوگوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ملک کی قسمت کے مالک بن بیٹھے تھے۔

''پانیوں پر بہتی پناہ'' کی کندن حسین ایک استعارہ ہے ان لکھاریوں کے لیے جو روشن خیالی کا مظاہرہ کرتے ہیں تب معاشرہ انہیں زمین پر رہنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اسے خوف اور تنہائی کے ساتھ پانی پرزندگی گزارنے کا کہہ دیا جاتا ہے۔

زاہدہ حنا کے افسانوں کی عورت پڑھی لکھی اور باشعور ہے، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور اس میں مشاہدے اور تجسس کامادہ بھی زیادہ ہے اس لیے وہ جلد ذہنی اذیت میں مبتلا ہو جاتی ہے اس ضمن میں زاہدہ حنا کے افسانے ''تنہائی کے مکان میں''، ''بود و نبود کا آشوب'' بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ ''جل ہے سارا جال'' میں بھی عورت کی اسیری کی داستان ہے۔

زاہدہ حنا کے افسانوں میں عورت اگر کہیں بے بس دکھائی دتی ہے تو زاہدہ حنا اس کشمکش کو ایسے مؤثر انداز میں پیش کرتی ہیں کہ بے بس خاموشی بھی احتجاج کی پکار بن جاتی ہے۔ان کے افسانوں میں خواتین کردار زیادہ متحرک اور مرکزی ہیں۔ ان کے ناولوں میں خواتین محدود نظریات اور فرسودہ روایات کی حدود کو توڑ کر استحصالی طبقات کے خلاف لڑتی نظر آتی ہیں۔

ان کا انتخاب ایسی عورتیں ہیں جو حالات کے مد مقابل کھڑی ہوتی ہیں اور اپنے آپ کو صرف خانگی عورتیں تصور نہیں کرتیں۔ بلکہ وہ خود کو سماج کا اہم ستون سمجھتی ہیں۔

زاہدہ حنا کی نثر میں کہانی سے ماوریٰ اگر کوئی چیز ہے تو وہ وقت کاتاریخی ارتقاء ہے، ان کے افسانوں کے کردار اور تاریخ کے جال میں پھنسے ہوئے کردار ہیں۔ زاہدہ حنا لکھتی ہیں:

مصنفہ نے جو کچھ تحریر کیا ہے وہ تاریخی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے تحریر کیا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان کی کہانیوں کا اہم موضوع ہجرت بھی ہے۔ زاہدہ حنا نے ہجرت کے کرب کو ذاتی طور پر محسوس کیا۔ ان کی کہانیوں میں ہجرت کا تجربہ سیاسی سے زیادہ انسانی مسائل کے طور پر اُبھرتا ہے۔ ہجرت کے بعد لوگوں نے جب نئے معاشرے

میں سانس لیا اور پھر پلٹ کر ماضی کی طرف دیکھا تو وہاں کی پرانی تہذیب اور رشتوں کی توڑپھوڑ کا احساس ان کے دِلوں میں درد بن کے گھر کیے ہوئے تھے۔

ہجرت کا کرب اور ناسٹلجیا کی کیفیت زاہدہ حنا کی کہانیوں میں نظر آتی ہے وہ ایسی ہجرت کے عذاب سے گزرتی ہیں جسے اختیار کرنے خود ان کے اختیار میں نہ تھا۔ ان کے افسانے ہجرت زدہ قافلوں کے کرب لیے ہوئے ہیں ان سب کے رنگ، نسل، زبانیں، مذہب اور ثقافت تو مختلف ہو سکتی ہے مگر دُکھ اور مسائل تو سب کے مشترک تھے۔ زاہدہ حنا کے نزدیک شہروں اور مکانوں سے رشتہ ٹوٹنے کے باوجود ماضی کی یادوں سے پیچھا چھڑانا ناممکن ہے اور یہ یادیں سینہ بہ سینہ انسانوں میں خود کو پختہ کرتی رہتی ہیں۔

''معدوم ابنِ معدوم'' ہجرت کا ایک اہم افسانہ ہے۔ تارکین وطن کی تین نسلیں، جو اپنی ثقافتی جڑوں سے کٹ کر راحت کی تلاش میں ہیں، اس کہانی میں افراتفری کا سامنا کرتی ہیں ۔تاریخی جبر کا شکار ان کے کردار بار بار ماضی کی طرف مڑ کر دیکھتے ہیں اور اپنے آبائو اجداد اور اپنی شناخت کو حسرت سے یاد کرتے ہیں۔ ''معدوم ابن معدوم'' کے حوالے سے مظہر جمیل لکھتے ہیں:

زاہدہ حنا نے کچھ کہانیاں ہجرت اور فسادات سے متعلق لکھیں اور کچھ زندگی کی حقیقتوں کو واضح کرنے کے لیے اُنھوں نے زندگی کی سچائیوں پر قلم اُٹھایا۔ وہ ایک ایسے سماج کا خواب دیکھتی ہیں جہاں ''انسان'' کو عورت اور مرد یا دوسرے خانوں میں تقسیم نہ کیا جا سکے۔ ایک جمہوری سیکولر، انسان دوست، روشن خیال اور ترقی پسند اور فلاحی سماج کے نہ صرف خواب دیکھتی ہیں بلکہ اس کے لیے ایسا ادب بھی تخلیق کرتی ہیں جو ایک طرف تو ماضی کے عظیم الشان دَور سے جڑا ہوتا ہے اور دوسری طرف اس کا موازنہ حال سے کرتی ہیں اور ان خرابیوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو ہماری تہذیب و ثقافت کو گھن کی طرح کھا رہی ہیں۔

افسانہ ''ناکجا آباد'' کی شروعات حال کے مناظر کی نمائندگی سے ہوتی ہے۔ یہ وہ مناظر ہیں جو حال کے جھوٹ کو مستند بنانے کی سعی ناکام میں مصروف ہیں تاکہ ماضی کی سچائی کو خوشدلی کے ساتھ فراموش کرنے میں کامیابی ہو لیکن زاہدہ حنا سچ اور جھوٹ کے درمیان خطہ امتیاز کھینچ دیتی ہیں اور تجربے کی منزل سے گزر کر نتائج تک پہنچتی ہیں۔ زاہدہ حنا کا چونکہ مطالعہ وسیع ہے اس لیے وہ اساطیری حوالوں سے اپنی کہانیوں میں گہرائی پیدا کرتی ہیں۔

ناولٹ ''نہ جنوں رہا نہ پری رہی'' میں پورے نسائی شعور کے ساتھ موضوع کا حق ادا کرتی ہیں۔ تاریخ، اساطیر اور مذہب کے حوالوں کے ساتھ اپنے اُسلوب میں انفرادیت پیدا کر دیتی ہیں ان کے ناولوں میں زندگی کا عمیق مشاہدہ اور تجربہ اپنے اصل رنگوں میں موجود ہے۔ اس ناولٹ کو ان کا ذہن ماضی کی رومانیت اور حال کی حقیقت دونوں مل کر کامیاب بناتی ہیں۔ خاص طور پر ہجرت سے پہلے اور بعد کے حالات کس طرح زندگیوں کو بدل کر رکھ دیتے ہیں یہ کوشش اس ناولٹ میں کامیاب نظر آتی ہے۔ زاہدہ حنا جب

ماحول کی عکاسی کرتی ہیں تو وہ اس ماحول کی تمام کثافتوں اور غلاظتوں کو بھی پیش کرتی ہیں اور ان کی تحریروں میں جدید دور کا شعور اور عکس موجود ہے۔

۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند نے اس خطے کے لوگوں کو جس کرب میں مبتلا کیا تھا اور جو جو سانحے گزرے تھے، وسیع پیمانے پر قتل و غارت، لوٹ مار اور آتش زنی ہوئی اور نتیجتاً انسانی لہو سے وہ المناک اور شرمناک داستانِ ظلم و بربریت رقم ہوئی جس کی مثال نہیں ملتی۔

ہمارے بیشتر افسانہ نگاروں اور ناول نگاروں نے بھی ان موضوعات پر قلم اُٹھایا، کہیں رشتوں کی ٹوٹ پھوٹ کا احساس ملا تو کہیں نئے رشتے بنتے دیکھا۔ زاہدہ حنا نے مذکورہ ناولٹ میں اس پسِ منظر میں کچھ رشتوں کے ٹوٹنے اور کچھ نئے رشتوں کے بننے کو موضوع بنایا جس میں زاہدہ حنا نے وقت کے ازلی اور ابدی کردار کو بھی شامل کر کے ناولٹ کو فلسفیانہ جہت عطا کی۔

برجیس داور علی اپنے چچا کے گھرانے کو خصوصاً پرویز جو اس کا منگیتر تھا اس کو ڈھونڈنے کے لیے اکیلی پٹنہ سے کراچی آتی ہے۔ پرویز اور اس کا خاندان قیامِ پاکستان کے بعد پٹنہ سے کراچی ہجرت کر آتے ہیں لیکن جب وہ کراچی پہنچتی ہے اور اپنوں کو غائب پاتی ہے تو وہ پارسی فیملی کے ہاں ٹھہرتی ہے۔ مسٹر کائوس جی اور مسز کائوس جی اسے بیٹی کی طرح عزیز رکھتے ہیں کیونکہ کچھ عرصہ پہلے ان کی بیٹی پسند کی شادی کے لیے گھر چھوڑ جاتی ہے اور یہ بات اَب کائوس جی جانتے تھے کہ ان کی بیٹی اَب اس دنیا میں نہیں ہے لیکن مسز کائوس بیٹی کو ہر وقت یاد کرتی رہتی ہیں۔برجیس پرویز کو ڈھونڈنے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھتی اور پھر ایک دن پرویز اسے مل جاتا ہے مگر اس کے ملنے کے بعد انکشاف ہوتا ہے کہ اس نے دولت اور عہدے کی خاطر کسی اور سے شادی کر لی ہے۔ اس طرح اس کی تلاش ختم ہو جاتی ہے اور وہ زندہ لاش کے ساتھ واپس ہندوستان لوٹ جاتی ہے۔

زاہدہ حنا نے تاریخ، اساطیر اور مذہبی حوالوں کے ساتھ اس ناولٹ میں انفرادیت پیدا کی ہے۔ وہ پارسی تہذیب و ثقافت سے مکمل واقفیت رکھتی ہیں اور اس میں انسانیت اور محبت کے انمول پہلو تلاش کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ ناولٹ میں پارسی تہذیب اور عمومی زندگی کو مؤثر اندازمیں پیش کیا گیا ہے۔

ناولٹ کی تکنیک بظاہر سادہ بیانیہ پر مشتمل ہے، مگر اس میں فلیش بیک کی تکنیک کو ضم کر کے برتا گیا ہے۔ برجیس کا ماضی اس کے حال کے ساتھ ساتھ رواں رہتا ہے جو کہانی کو آگے بڑھانے کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے المیوں کو بھی سامنے لاتا ہے جو اپنے رشتوں، زمین اور ماضی سے کاٹ دئیے گئے ہیں لیکن ماضی کی یادیں ان کے ذہنوں سے نہ مٹ سکیں۔

زاہدہ حنا نے ناول نگاری اور افسانہ نگاری کے علاوہ بحیثیت مترجم بھی اپنی پہچان بنائی اگرچہ اُنہوں نے تھوڑا کام کیا ہے لیکن اگر معیار کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ان کے کام کو بطور ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے کہ ان کے تراجم میں بھی ان کا ایک خاص نقطہ

نظر، ذہنی رویہ اور مزاج ہے۔ انہوں نے ترجمے کے لیے ان کتابوں کا انتخاب کیا جو خواتین کے وجود کو تسلیم کرنے، معاشرے میں خواتین کے بنیادی حقوق اور خواتین کے ساتھ ترجیحی سلوک، دوسری طرف آج کے مسائل کے حوالے سے جدوجہد کو فروغ دے سکیں۔ ان کی آنکھوں میں جدوجہد اور پرامن معاشرے کا خواب نظر آتا ہے۔

زاہدہ حنا نے فاطمہ مرنیسی کی کتاب "Scheherazade Goes West" کا ترجمہ کیا جس کا عنوان "Scheherazade Goes West" ہے۔ اس میں مشرق اور مغرب کی ذہین اور خوبصورت خواتین کا بہت دلچسپ انداز میں موازنہ کیا گیا تھا۔ اگرچہ یہ کتاب فاطمہ مرنیسی کے مشاہدات اور تجربات پر مبنی ہے لیکن یہ ترجمہ زاہدہ حنا کے قلم کی بدولت کیا گیا ہے۔ زاہدہ حنا نے فاطمہ مرنیسی کی طرف سے شہرزاد کا ترجمہ کرتے ہوئے اس دستاویز کو مشرقی اور مغربی معاشرے پر ایک اہم اور اصل دستاویز کے طور پر پیش کیا۔اس ترجمے کے ذریعےزاہدہ  حنا بتاتی ہیں کہ روشن خیالی، جمہوریت اور انسانی حقوق پر اصرار کرنے والے مغرب کے لوگ مشرق کے بارے میں کیسے سوچتے ہیں اور اسلامی ثقافت، روایات اور اخلاقیات کو کس حد تک مسخ کرتے ہیں۔ یوں مغربی اور مشرقی روایات کو شہرزاد کی کہانی میں پیش کیا اور پھر اپنی مرضی سے ان میں تبدیلیاں اور تحریف کیں۔

زاہدہ حنا نے فاطمہ مرنیسی کی کتاب کا نہایت مہارت اور خلوص کے ساتھ ترجمہ کیا اور اسے تاریخ کے مطالعہ میں بدل دیا۔ یہ ترجمہ زاہدہ حنا کے تاریخ کے گہرے اور دھیان سے مطالعہ کو ظاہر کرتا ہے، اور یہ افسوسناک ہے کہ ادب اور تاریخ پر نہ صرف مردوں کی اجارہ داری ہے، بلکہ ہمارے زمانے کی خواتین مصنفین بھی اس سفر میں ان کا ساتھ دیتی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ مردوں کے مساوی ہونے کے باوجود عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق حاصل نہ ہوسکے اور عورتوں کو ان کے حقوق، مقام و مرتبے کی پہچان دلانے کی کوشش ہی مغرب میں شہرزاد کے ترجمے کی وجہ ہے۔ اس ترجمے کے ذریعے زاہدہ حنا نے مشرق اور مغرب کے حوالے سے خواتین کی حیثیت کی وضاحت کی اور خواتین کو اظہار رائے کی آزادی اور اپنی حیثیت کو ثابت کرنے کی صلاحیت دی۔

زاہدہ حنا نے اس کے بارے میں اس لیے لکھا کہ ہم خود ایٹمی ہتھیاروں کی تباہی اور انسانی مستقبل کے خطرات کا سامنا کر رہے ہیں، لیکن یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ فنکار اس نہج پر پہنچ کر رنگ، نسل، قوم اور جغرافیے سے آگے نکل چکا ہے۔ کام صرف انسانیت کے لیے آواز اٹھاتا ہے۔ انسانیت سے یہی تعلق ان کے فن کو آفاقیت بخشتا ہے۔ زاہدہ حنا کی تحریروں میں مقامی ہونے کے بجائے آفاقی عنصر نمایاں ہے۔ پیچ کی اس کتاب کے ترجمہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ زاہدہ حنا میں انسانیت کا درد ہے اور زاہدہ حنا پروفیسر گلین ڈی پیچ کی رائے سے پوری طرح متفق ہیں اور یہ موضوع ان کا پسندیدہ بن گیا۔

سانحہ اور ملکی سیاست زاہدہ حنا کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ عالمی سیاست پر ان کی گہری نظر ہے اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے منظر نامے کو اس کے سیاق و سباق کے ساتھ

سمجھتے ہیں اور اکثر اپنے کالموں اور مضامین میں اس پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک موجودہ دور میں انسان کی تقدیر سیاست کہلاتی ہے کیونکہ نہ صرف ادارے بلکہ فلاحی اور سماجی تنظیمیں، اخلاقی و مذہبی تنظیمیں، اخلاقی اور مذہبی ادارے بھی سیاست کا حصہ بن چکے ہیں۔

زاہدہ حنا نے اپنی تحریروں کے ذریعے عورت کو زبان بخشی ہے۔ وہ اپنے مضامین میں عورت کی موجودہ حیثیت کا تاریخ کی عورت سے موازنہ کرتی ہے۔ ’’عورت زندگی کا زنداں‘‘ زاہدہ حنا کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے کو زندگی اور دوسرے حصے کو ادب کا عنوان دیا گیا ہے۔ یہ تمام مضامین عورت کے سیاسی، سماجی، علمی، ادبی، لسانی اور تاریخی مقام و مرتبے اور اس سے روا رکھے گئے تعصبات کو سامنے لاتے ہیں۔

زاہدہ حنا نے کتاب کے پہلے حصے میں آج کی عورت کا زندگی نامہ، مذہب، روایات، سماج اور سیاست کی زنجیروں میں جکڑے ہونے کی داستان کو پیش کرتی ہیں اور کتاب کے دوسرے حصے میں ادب میں عورت کی پیش کش کو اور ابتدائی خواتین قلم کاروں کی تخلیقی کاوشوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان خواتین کی تکلیقات میں نسوانی کرداروں کے جائزے کے ساتھ ساتھ زاہدہ حنا نے کم ہمت اور بے عمل مردوں کا سیاسی، تہذیبی، ثقافتی اور معاشی تناظر میں تجزیہ بھی کیا ہے۔

زاہدہ حنا بطورکالم  نگار بہت مشہور ہیں۔ ان کے کالم اپنے منفرد انداز بیان اور پیش کش کی وجہ سے قارئین میں بہت مقبول ہیں۔ زاہدہ حنا بھی اپنے کالموں میں پاکستانی خواتین کے مسائل بیان کرتی ہیں۔ زاہدہ حنا کے مطابق پاکستان میں غربت، بھوک اور جہالت عام ہے۔ ان کے کالموں میں دو قسم کی عورتیں ملتی ہیں، ایک وہ مجبور اور بے بس عورت جو غیرت کے نام پر ماری جاتی ہے۔ وہ ہیں جو زنا کے لیے "زنا" اور قتل کے لیے وانی ہیں، جب کہ دوسری طرف وہ بہادر عورتیں ہیں جو زاہدہ حنا کے آئیڈیل ہیں۔ وہ باشعور خواتین ہیں جو اپنے حقوق کے لیے لڑتی ہیں اور ظلم کے خلاف آواز اٹھاتی ہیں اور سچ بولتی ہیں۔

زاہدہ حنا عورت کے استحصال کو خاص طور پر اپنے کالموں کا حصہ بناتی ہیں۔ وہ عورتوں کی ذہنی اور جسمانی زیادتی، عصمت دری، تیزاب پھینکنے، جلانے اور قتل کرنے کی مثالوں کو کالموں میں بیان کرتی ہیں۔ پاکستان میں ’’جرگے‘‘ کی صورت میں قبائلی نظام انصاف تیزی سے پھل پھول رہا ہے۔ چند کالموں کے اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ خواتین کو معاشرے میں فعال کردار کے طور پر سمجھا جائے اور اس بات پر یقین کیا جائے کہ معاشرے میں خواتین کو مردوں کے برابر حقوق حاصل ہیں۔

زاہدہ حنا کی باطنی اور بیرونی کائنات میں وقت کے ساتھ ساتھ اظہار کی پیچیدہ کاری، احساس کی دبازت اور گہرائی چڑھتی گئی ہے۔ ان کا وسعت مطالعہ اور تاریخی شعور

مشرق و مغرب کی تمام بڑی تہذیبوں، پوری انسانیت کے ماضی و حال کی سرگزشت کا آئینہ دکھائی دیتا ہے۔

دنیا میں جہاں بھی ظلم و ستم ہو، زاہدہ حنا کی ہمدردیوں کا مرکز مظلوم اور استحصال کا شکار طبقہ ہوتا ہے۔ زاہدہ حنا نے مختلف اخبارات و رسائل میں نہ جانے کتنے کالم اور مضامین لکھے ہوں گے ان کے کالم اپنی منفرد طرزِ اظہار اور پیش کش کی بنا پر قارئین میں بے حد مقبول ہیں۔ ادب سے وابستگی کی بنا پر زاہدہ حنا تاحال روزنامہ ایکسپریس پاکستان میں لکھ رہی ہیں ان کے پڑھنے لکھنے کا سلسلہ جاری ہے۔

## حوالہ جات


۱۔ زاہدہ حنا، ۵اکتوبر ۱۹۴۶ء کو ہندوستان میں صوبہ بہار کے شہر سہسرام میں پیدا ہوئیں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے۔
عرفان احمد، ''میرا مطالعہ''، ایمل پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۱۶ء، ص۶۲
انٹرویو، ٹی۔وی، راجیا سبھا انڈیا، ۱۹مارچ، ۲۰۰۶ء

۲۔ امام علی نازش، ''کچھ زاہدہ حنا کے بارے میں''، مشمولہ: زاہدہ حنا، تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، مرتبہ آسیہ نازلی، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص۳۰

۳۔ زاہدہ حنا، ''رقصِ بسمل ہے''، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ص۲۲

۴۔ اے خیام،'' قیدی سانس لیتا ہے۔ تجزیہ ''، مشمولہ: زاہدہ حنا، تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، مرتبہ آسیہ نازلی، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص۱۲۸

۵۔ زاہدہ حنا، (پیش لفظ) ''قیدی سانس لیتا ہے''، مکتبہ دانیال، کراچی، ۱۹۸۳ء، ص۱۴

۶۔ مظہر جمیل، سیّد، ''آشوب سندھ اور اُردو فکشن''، کراچی، اکادمی بازیافت، ۲۰۰۲ء، ص۲۸۲

۷۔ اے۔جی نورانی، بحوالہ ''ہندو مسلم فسادات اور اُردو افسانہ''، شیخ محمد غیاث الدین، (مرتبہ) اوّل، لاہور، نگارشات، ۱۹۹۹ء، ص۵۹

۸۔ جعفر احمد، سیّد، ڈاکٹر، (پس ورق) ''عورت زندگی کا زنداں''، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء

۹۔ زاہدہ حنا، ''عورت زندگی کا زنداں''، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص۱۰۷

۱۰۔ زاہدہ حنا، کالم، ''اعلیٰ حضرات! گرامی مرتبت!''، روزنامہ ایکسپریس، ملتان، ۱۹ اپریل، ۲۰۰۸ء

۱۱۔ زاہدہ حنا، کالم، ''ہے کوئی انصاف کرنے والا''، روزنامہ ایکسپریس، ملتان، ۱۹ اپریل، ۲۰۰۸ء

۱۲۔ زاہدہ حنا، ''اعلیٰ حضرات! گرامی مرتبت!'' روزنامہ ایکسپریس، ملتان، ۱۷ ستمبر، ۲۰۱۶ء